سوال

(34) نماز عیدین کے احکام

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز عیدین کے احکام

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز عیدین (عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ) کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ مشرکین مختلف اوقات ومقامات میں مختلف تہوار مناتے تھے۔ چنانچہ اسلام نے اسے ختم کرکے عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے تہوار مقرر کیے جن کا مقصد رمضان المبارک کے روزے اور بیت اللہ کے حج جیسی عظیم عبادات کی بجا آوری پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے۔

(1)۔ صحیح احادیث میں مذکور ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ اہل مدینہ نے لہو ولعب کے لیے سال میں دو دن مقرر کیے ہوئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَبْدَلَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ"

"اللہ تعالیٰ نے ان کے عوض تمھیں دو بہتر دن عطا کیے ہیں جو عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ ہیں۔"[1]

ان دو عیدوں کے علاوہ اور کسی عید کو ایجاد کرنے کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں جیسا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ ہے جو سراسر اللہ تعالیٰ کے دین میں زیادتی ہے اور بدعت کا اجرا ہے۔ اس میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت ہے اور کفار سے مشابہت ہے۔ اسے عید کہا جائے یا کسی انسان یا کسی واقعہ کی یاد میں دن منانا یا ہفتہ یا سال منانا، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور مغربی فرقوں کی تقلید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ"

"جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انھی کا فرد ہے۔"[2]

نیز فرمایا :

"فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ"

"سب سے اچھی بات اللہ کی کتاب ہے اور بہتر سیرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور سب سے برے کام بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔" [3]

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں حق کو حق کی صورت میں دکھائے اور اس کے اتباع کی توفیق دے اور باطل کو باطل کی شکل میں دکھائے اور اس سے اجتناب کی ہمت دے۔

عید کے معنی "لوٹ کر آنا" ہے۔ عید کو عید اس لیے کہا جاتا ہے کہ بار بار ہر سال لوٹ کر آتی ہے، سرور اور فرحت لاتی ہے، نیز اس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر (روزے یا حج کے نتیجے میں) اپنا فضل واحسان کرتا ہے۔

(2)۔ نماز عید کی مشروعیت پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ٢ ... سورة الكوثر

"پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔"

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ، وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

"بے شک اس نے فلاح پالی جو پاک ہو گیا اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔" [4]

علاوہ ازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفائے راشدین رضوان اللہ عنھم اجمعین نے اس عمل پر مداومت فرمائی ہے۔

(3)۔ نماز عید میں شرکت کی تاکید اس قدر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں خواتین کو حاضر ہونے کا حکم دیا ہے، لہذا عورت کے لیے مناسب یہ ہے کہ جب وہ نماز عید کے لیے گھر سے نکلے تو خوشبو نہ لگائے، سامان زینت کے استعمال سے اجتناب کرے، شہرت کے لیے لباس نہ پہنے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : "عورتیں سادگی سے نکلیں۔" [5] مردوں سے الگ رہیں اور حیض والی عورتیں نماز گاہ سے دور رہیں، البتہ دعا میں ضرور شریک ہوں۔" [6]

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں : "ہمیں حکم ہوتا کہ عید کے روز باہر (عید گاہ کی طرف) نکلیں۔ کنواری لڑکیاں بھی وہاں پہنچیں، حتیٰ کہ حیض والی عورتیں بھی عید گاہ جائیں لیکن وہ پیچھے رہیں۔ لوگوں کے ساتھ تکبیریں بھی کہیں اور دعا میں شریک ہوں۔ اس دن کی برکت و بخشش کی امید رکھیں۔" [7]

(4)۔ نماز عید کی ادائیگی کے لیے یوں سب کا مل جل کر نکلنا، اس میں شعار اسلام کا اظہار ہے اور یہ دین اسلام کا ظاہری مظہر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی عید (عید الفطر) ہجرت کے دوسرے سال پڑھائی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسلسل پڑھاتے رہے حتیٰ کہ اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ بعد میں مسلمانوں کا تواتر کے ساتھ اس پر عمل رہا ہے۔ اگر کسی شہر کے لوگ نماز عید کو (اس کی شرائط کے مطابق) ادا کرنا چھوڑ دیں تو امیر وخلیفہ پر لازم ہے کہ ان کے خلاف جنگ کرے یہ اذان کی طرح دین اسلام کی ظاہری علامات میں سے ایک علامت ہے۔

(5)۔ نماز عید شہر کے قریب کھلے میدان میں ادا کرنی چاہیے۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحَى إِلَى الْمُصَلَّى"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر نکل کر کھلی جگہ میں عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز ادا کرتے تھے۔" [8]

چنانچہ کسی روایت میں نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر کے بغیر مسجد میں نماز عید ادا کی ہو۔کھلے میدان میں جانے سے اسلام اور اہل اسلام کا رعب طاری ہوتا ہے۔دین کے شعائر کا اظہار ہوتا ہے۔پھر سال میں ایسے صرف دو ہی تو اجتماع ہوتے ہیں (بخلاف جمعۃ المبارک کے اجتماع کے) اس لیے اس میں کوئی مشکل بھی نہیں، البتہ جہاں مجبوری ہو وہاں مسجد میں نماز عید ادا کرنا جائز ہے، جیسے مکہ مکرمہ وغیرہ میں۔

(6)۔نماز عید کا ابتدائی وقت تب شروع ہوتا ہے جب سورج ایک نیزہ کی مقدار بلند ہو جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت عید کی نماز ادا کرتے تھے۔[9] اور آخری وقت زوال آفتاب تک ہے۔

(7)۔اگر زوال کے بعد عید کا علم ہوا تو اگلے دن اس کی قضا دی جائے۔صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین فرماتے ہیں ایک مرتبہ بادلوں کی وجہ سے ہم شوال کا چاند نہ دیکھ سکے تو ہم نے روزہ رکھ لیا۔دن کے آخری حصے میں ایک قافلہ آیا تو انھوں نے گواہی دی کہ ہم نے گزشتہ رات چاند دیکھا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ آج کا رکھا ہوا روزہ ختم کر دیں اور کل صبح عید گاہ کی طرف نکلیں۔[10]

اگر نماز عید زوال آفتاب کے بعد ادا کرنا درست ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اگلے دن کے لیے موخر نہ کرتے۔

علاوہ ازیں عید کا اجتماع ایک بہت بڑا اجتماع عام ہوتا ہے۔اس لیے اس کی تیاری کے لیے مناسب وقت دینا چاہیے۔

(8)۔عیدالاضحیٰ کی نماز کو جلدی ادا کرنا اور عیدالفطر کی نماز میں قدرے تاخیر کرنا مسنون ہے۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مرسلاً روایت بیان کی ہے:

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم كَتَبَ إِلَى عَمْرِو بن حَزْمٍ وهو بنجران أَنْ عَجِّلِ الْغُدُوَّ إِلَى الأَضْحَى وَأَخِّرِ الْفِطْرَ وَذَكِّرِ النَّاس"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لکھا تھا کہ عیدالاضحیٰ میں جلدی کرنا اور عیدالفطر میں تاخیر کرنا اور لوگوں کو پند و نصیحت کرنا۔"[11]

نماز عیدالاضحیٰ جلدی ادا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ لوگوں کو قربانی کرنے کے لیے زیادہ وقت مل جائے۔اور عیدالفطر میں تاخیر کرنے کا یہ فائدہ ہے کہ صدقۃ الفطر کے لیے زیادہ وقت نکل آئے۔

(9)۔مسنون یہ ہے کہ نماز عیدالفطر کے لیے نکلنے سے پہلے کھجوریں کھائی جائیں جب کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر نماز سے فارغ ہو کر کچھ کھایا جائے۔سیدنا بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

"عن بریدة کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یخرج یوم الفطر حتی یطعم ولا یطعم یوم الأضحی حتی یصلی"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے روز کچھ کھا کر نماز کے لیے نکلتے تھے اور عیدالاضحیٰ کے روز نماز ادا کرنے کے بعد کھایا کرتے تھے۔"[12]

شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے نماز کو قربانی سے مقدم رکھا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۲ ... سورة الكوثر

"پس تو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔" [13] اور تزکیہ کو نماز سے مقدم رکھا ہے۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ، وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

"بے شک اس نے فلاح پالی جو پاک ہوگیا اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔" [14]

بنابریں صورت یہ ہے کہ صدقۃ الفطر (عید الفطر میں) نماز سے پہلے ادا کیا جائے اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد جانور ذبح کیا جائے۔" [15]

(1)۔ نماز کے لیے صبح جلدی عید گاہ جانا چاہیے تاکہ امام کے قریب جگہ مل سکے اور نماز کے انتظار کی فضیلت اور اس کا ثواب حاصل ہو۔

(2)۔ نماز عید کے لیے ہر مسلمان اچھے سے اچھے کپڑے پہنے۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"كَانَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةٌ يَلْبَسُهَا فِي الْعِيدَيْنِ ، وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کپڑوں کا ایک خوبصورت جوڑا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عید کے روز پہنتے تھے۔" [16]

سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کے موقع پر اچھے کپڑے پہنتے تھے۔

(3)۔ نماز جمعہ کی طرح عید کی نماز بھی مقیم لوگوں کے لیے ہے۔ مسافر پر نماز عید لازم نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے ایام میں (میدان منیٰ) میں عید کا دن آیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر کی وجہ سے) نماز عید ادا نہیں کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء رضوان اللہ عنھم اجمعین نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

(4)۔ نماز عید کی دو رکعتیں ہیں جو خطبے سے پہلے ادا کی جاتی ہیں۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"شهدتُ العيدَ مع رسولِ الله صلّى اللهُ عليه وسلّم، وأبي بكرٍ، وعُمرَ، وعُثمانَ رَضِيَ اللهُ عنهم، فكلُّهم كانوا يُصلُّونَ قَبلَ الخُطبةِ"

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عید کی نماز پڑھی، یہ سب حضرات نماز خطبے سے پہلے پڑھتے تھے۔" [17]

صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور بعد کے اہل علم کا یہی طریقہ تواتر سے چلا آ رہا ہے کہ عیدین کی نماز خطبے سے پہلے ہے۔ [18]

نماز عید میں خطبے کا بعد میں ہونے اور نماز جمعہ میں خطبے کا پہلے ہونے میں شاید حکمت یہ ہے کہ خطبہ جمعہ نماز کی شرط ہے اور شرط مشروط سے مقدم ہوتی ہے۔ جب کی عیدین میں خطبہ شرط نہیں بلکہ سنت ہے۔

(5)۔ اہل اسلام کا اس امر پر اجماع ہے کہ عیدین کی نماز دو رکعتیں ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن نکلے تو آپ نے صرف دو رکعتیں نماز ادا کی، پہلے اور بعد میں کوئی نفل نہیں پڑھے۔ "[19]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

"صَلَاةُ الأَضْحَى رَكْعَتَانِ وَصَلَاةُ الْفِطْرِ رَكْعَتَانِ   تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

"عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی نماز دو، دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔۔۔ یہ مکمل نماز ہے قصر نہیں۔ یہ بات (تمہارے نبی) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ "[20]

"وہ شخص نامراد ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا باندھا۔ "[21]

(6)۔ نماز عید سے قبل اذان ہے نہ اقامت، چنانچہ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

"میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد مرتبہ نماز عید ادا کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے سے پہلے نماز پڑھائی جس کے لیے اذان کہی نہ اقامت۔ "[22]

(7)۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور دعائے استفتاح کے بعد سات تکبیریں کہی جائیں، البتہ تکبیر تحریمہ رکن ہے جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ باقی تکبیرات مسنون ہیں۔ پھر تعوذ پڑھے کیونکہ تعوذ قراءت قرآن کے لیے ہے، اس کے بعد قراءت کی جائے۔

(8)۔ دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے (تکبیر انتقال کے علاوہ) پانچ تکبیریں کہی جائیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

"أَنَّ رسولَ اللہ صلَّى اللہُ علیہ وسلَّم كبَّر في عيدٍ اثنتي عشرة تكبيرةً، سبعًا في الأولى، وخمسًا في الأخرى"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید میں (زائد) بارہ تکبیریں کہی تھیں۔ سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔ "[23]

تکبیرات عید کی تعداد اور بھی روایات ہیں، چنانچہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین میں تکبیرات کی تعداد کے بارے میں اختلاف رہا ہے، لہذا ہر صورت جائز ہے۔

(9)۔ ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

(10)۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان یہ کلمات پڑھے جائیں :

"اللہ أکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا، وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا، وصلی اللہ علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا"

"سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ عید کی تکبیرات کے دوران میں کیا پڑھنا چاہیے؟ تو انھوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیے۔[24]

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق کی ہے۔

الغرض!تکبیرات کے درمیان کوئی اور کلمات بھی پڑھے جاسکتے ہیں کیونکہ کسی روایت میں ذکر کی تعین نہیں کی گئی۔[25]

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیرات کے درمیان معمولی سا سکتہ کیا کرتے تھے لیکن آپ سے تکبیرات کے درمیان کوئی معین ذکر ثابت نہیں۔ "[26]

(10)۔ اگر تکبیرات کی تعداد میں شک پڑ جائے تو کم عدد کو شمار کرے، مثلاً: اگر شک ہو کہ تین تکبیریں کہی گئی ہیں یا چار تو تین سمجھ لے کیونکہ کم عدد یقینی ہے۔

(11)۔ اگر کوئی عید کی تکبیرات کہنا بھول گیا حتیٰ کہ اس نے قراءت شروع کر دی تو قراءت جاری رکھے کیونکہ یہ تکبیرات سنت تھیں اب ان کا موقع گزر گیا ہے۔

(12)۔ اگر کوئی شخص نماز عید میں تب شامل ہوا جب امام کی قراءت ہو رہی تھی تو وہ تکبیر تحریمہ کہہ کر شامل ہو جائے اور عید کی زائد تکبیریں (اکیلا) نہ کہے۔ یا کوئی شخص امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہوا تو وہ بھی تکبیر تحریمہ کہے اور رکوع میں چلا جائے زائد تکبیریں کہنے میں مشغول نہ ہو۔

(13)۔ نماز عید کی دو رکعتیں ہیں۔ امام ان میں بآواز بلند قراءت کرے کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

"كان النبى صلى الله عليه وسلم يجهر بالقراءة فى العيدين والاستسقاء"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور استسقاء کی نماز میں بآواز بلند قراءت کرتے تھے۔ "[27]

اس پر علماء کا اجماع ہے اور اسی پر سلف کا عمل چلا آ رہا ہے۔

(14)۔ امام نماز عید کی پہلی رکعت میں سورۃ الفاتحہ کے بعد سورۃ الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ الغاشیہ پڑھے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے :

"كان رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ فى الْعِيدَيْنِ وفى الْجُمُعَةِ : بـ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ، و هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ "

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز میں پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور دوسری میں هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ تلاوت کیا کرتے تھے۔ "[28]

پہلی رکعت میں سورہ ق اور دوسری رکعت میں سورہ قمر کی تلاوت کر سکتا ہے جیسے کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ہے۔

"كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِـ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ، وَاقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ "

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سورہ ق اور دوسری رکعت میں سورہ قمر کی قراءت کرتے تھے۔ "[29]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "امام نماز عید میں قرآن مجید کے کسی بھی حصے کی قراءت کر لے تو جائز ہے۔ لیکن اگر سورہ ق اور سورہ قمر (یا دیگر مسنون سورتوں) کی قراءت کرے تو بہتر ہے۔ "[30]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بڑے اجتماعات کے موقع پر ایسی سورتیں پڑھا کرتے تھے جن میں توحید، امر و نہی، دنیا و آخرت اور سابقہ انبیاء کا تذکرہ ہوتا یا جن سورتوں میں سابقہ امتوں کا بیان ہوتا جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر و کذب کی وجہ سے عذاب نازل کیا اور انھیں تباہ و برباد کیا تھا۔ یا جو انبیاء پر ایمان لا کر نجات اور عافیت پا گئے تھے۔

(15)۔ نماز سے فارغ ہو کر امام عید کے دو خطبے دے، دونوں کے درمیان بیٹھے۔ عبداللہ بن عبیداللہ بن عتبہ سے روایت ہے :

"السُّنَّةُ أَنْ يَخْطُبَ الإِمَامُ فِي الْعِيدَيْنِ خُطْبَتَيْنِ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِجُلُوسٍ"

"سنت یہ ہے کہ امام عیدین کے دو خطبے دے اور دونوں کے درمیان بیٹھ کر فرق کرے۔"[31]

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"فَخَطَبَ قَائِمًا، ثُمَّ قَعَدَ قَعْدَةً، ثُمَّ قَامَ"

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا، پھر تھوڑی دیر بیٹھ گئے، پھر کھڑے ہوگئے۔"[32]

صحیح بخاری و مسلم میں ہے:

"فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ، بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ، ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى بِلَالٍ، فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللَّهِ وَحَثَّ عَلَى طَاعَتِهِ "

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے سے پہلے بغیر اذان اور بغیر اقامت کے نماز پڑھائی، پھر سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لے کر کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا، تقویٰ کا حکم دیا اور اطاعت کرنے کی تلقین کی۔"[33]

عیدالفطر کے خطبے میں امام کو چاہیے کہ وہ صدقۃ الفطر ادا کرنے کی طرف توجہ دلائے، اس کے احکام، اس کی مقدار، اس کا وقت اور جنس کی انواع کے مسائل سے آگاہ کرے۔ جب کہ عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل و احکام بتائے جائیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ کے خطبے میں اکثر یہی مسائل بیان کیا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں خطباء کو چاہیے کہ اس قسم کے عظیم اجتماع میں تقویٰ اور وعظ و نصیحت کے ساتھ ساتھ حالات وواقعات کی مناسبت سے گفتگو کریں جس میں لوگوں کی راہنمائی ہو، غافل کو تنبیہ ہو اور جاہل کو دینی مسائل کا علم ہو۔

(16)۔ عیدگاہ میں عورتوں کو بھی حاضر ہونا چاہیے جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔ خطیب کو چاہیے کہ خطبہ عید میں عورتوں سے بھی مخاطب ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب محسوس کیا کہ خواتین تک میری آواز پہنچ نہیں سکے گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مجمع میں چلے گئے، انھیں وعظ و نصیحت کی اور صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ خطبہ عید کا کچھ حصہ خواتین کے لیے بھی مخصوص ہونا چاہیے کیونکہ انھیں اس کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع بھی ہے۔

(17)۔ نماز عید کے احکام میں یہ بھی ہے کہ عیدگاہ میں نماز باجماعت سے پہلے یا بعد میں نفل نماز ادا کرنا مکروہ ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا"

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کے دن نکلے تو آپ نے صرف دو رکعتیں نماز ادا کی، پہلے اور بعد میں کوئی نفل نہیں پڑھے۔"[34]

عید نماز سے پہلے یا بعد میں نفل نہ پڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ لوگ یہ نہ سمجھنا شروع کردیں کہ اس نماز کی بھی سنتیں ہوتی ہیں۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "میں نے کسی بھی صاحب علم سے نہیں سنا کہ اسلاف میں سے کوئی بھی نماز عید سے پہلے یا بعد میں نفل ادا کرتا ہو اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عید سے قبل نماز سے منع کرتے تھے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں : "اہل مدینہ نماز عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نفل نہیں پڑھتے تھے (جبکہ اہل بصرہ پڑھتے تھے) ۔" [35]

(18)۔ گھر لوٹ کر نفل نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، مسند احمد وغیرہ میں ہے : "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر لوٹتے تھے تو دو رکعت نماز پڑھتے تھے ۔" [36]

(19)۔ اگر کسی شخص کی نماز عید نکل گئی یا نماز کا آخری کچھ حصہ ملا تو وہ دو رکعتیں زائد (بارہ) تکبیرات کے ساتھ ادا کرے کیونکہ قضا ادا کے مطابق ہونی چاہیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد :

"فَمَا أَدْرَكْتُمْ ، فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا"

" نماز کا جو حصہ (امام کے ساتھ) مل جائے پڑھ لو اور جو حصہ رہ جائے بعد میں پورا کرلو۔" [37]

میں عموم ہے ۔ اسی طرح جس کی ایک رکعت رہ جائے وہ ایک رکعت اور پڑھ لے ۔ اگر کوئی شخص خطبہ عید کے دوران میں آئے تو وہ اولاً بیٹھ جائے اور خاموشی سے خطبہ سنے، پھر خطبہ کے بعد دو رکعتیں پڑھ لے ۔ اگر زیادہ افراد ہوں تو باجماعت پڑھیں ورنہ اکیلا ہی پڑھ لے ۔

(20)۔ عیدین میں کوئی جس قدر چاہے تکبیریں پڑھے کوئی وقت کی پابندی نہیں ۔ مرد بلند آواز سے تکبیریں کہیں جب کہ عورتیں اپنی آواز پست رکھیں ۔ عیدین کی راتوں میں اور ذوالحجہ کے پہلے عشرے میں بھی تکبیریں کہی جائیں ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ١٨٥ ... سورة البقرة

"تاکہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔" [38]

گھروں، بازاروں، مساجد اور ہر مناسب جگہ پر اور عید گاہ جاتے وقت کثرت سے تکبیریں بلند آواز سے پڑھی جائیں ۔ سنن دارقطنی وغیرہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب عید الاضحیٰ یا عید الفطر کا دن ہوتو آپ صبح سویرے تکبیریں پڑھتے ہوئے نکلتے، عید گاہ آنے تک باآواز بلند تکبیریں کہتے رہتے حتیٰ کہ نماز کے لیے امام آجاتا۔ [39]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں سیدہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے :

"كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ نَخْرُجَ يَوْمَ الْعِيدِ حَتَّى نُخْرِجَ الْبِكْرَ مِنْ خِدْرِهَا حَتَّى نُخْرِجَ الْحُيَّضَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ"

"ہمیں حکم ہوتا کہ ہم عید کے دن نکلیں ۔ ۔ ۔ یہاں تک کہ حیض والی عورتوں کو بھی عید گاہ لائیں اور وہ (خواتین) مردوں کے پیچھے رہیں اور ان کی طرح تکبیریں کہیں ۔" [40]

شعائر اسلام کے اظہار کی خاطر تکبیر بلند آواز سے کہنا مستحب ہے ۔

عید الفطر کے دن تکبیریں کہنے کی نہایت تاکید ہے کیونکہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے :

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ١٨٥ ... سورة البقرة

"تاکہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔" [41]

(21)۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر باجماعت فرض نماز ادا کرنے کے بعد امام اور مقتدی باآواز بلند تکبیریں پڑھیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے روز (9 ذوالحجہ) کو جب صبح کی نماز ادا کرتے تو اپنے صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کی طرف متوجہ ہوتے اور کہتے:

"اللہ اکبر اللہ أکبر لا الہ إلا اللہ اللہ أکبر اللہ أکبر وللہ الحمد"[42]

فرض نماز کے بعد تکبیرات غیر حاجی کے لیے نویں ذوالحجہ کی فجر سے لے کر ایام تشریق تیرہویں ذوالحجہ کی عصر تک ہیں۔ حاجی کے لیے یہ تکبیریں یوم النحر (عید کے دن) کی ظہر سے ایام تشریق (تیرہویں ذوالحجہ) کی عصر تک ہیں کیونکہ یوم النحر سے پہلے وہ تلبیہ میں مصروف ہوتا ہے۔

امام دارقطنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَبِّرُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ حِينَ يُسَلِّمُ مِنَ الْمَكْتُوبَاتِ"

"رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عرفہ کی صبح سے لے کر تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک جب فرض نماز کے بعد سلام پھیرتے تو تکبیریں پڑھتے تھے۔"[43]

ایک اور روایت میں ہے:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ مِنْ غَدَاةِ عَرَفَةَ يُقْبِلُ عَلَى أَصْحَابِهِ فَيَقُولُ: ((عَلَى مَكَانِكُمْ))، وَيَقُولُ: ((اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفہ کی صبح کو نماز پڑھاتے، پھر ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: "اپنی جگہ پر بیٹھے رہو۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہنی شروع کرتے: "اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ"[44]

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ ۔۔۔ سورۃ البقرۃ ۲۰۳

"اور گنتی کے چند دنوں میں تم اللہ کو یاد کرو۔"[45]

ان ایام سے مراد "ایام تشریق" ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہی بات راجح ہے اور اسی پر مسلمانوں کا عمل رہا ہے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "تکبیرات کے بارے زیادہ درست قول یہی ہے کہ یوم عرفہ کی فجر سے لے کر آخر ایام تشریق (تیرہ ذوالحجہ) کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد تکبیریں کہی جائیں۔ جمہور سلف اور فقہاء صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کا یہی موقف ہے۔[46]

سنن میں روایت ہے: "یوم عرفہ، یوم النحر اور منیٰ کے ایام ہمارے اہل اسلام کی عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔[47]" اور ایک روایت کے لفظ ہیں: "اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔"[48]

اور مُحرم آدمی یوم النحر کی ظہر کے بعد یہ تکبیریں کہے گا کیونکہ تلبیہ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد ختم ہوتا ہے، جبکہ رمی کا مسنون وقت چاشت کا وقت ہوتا ہے تو محرم اس وقت میں حلال آدمی

کی طرح ہے۔اگر فجر سے قبل جمرہ عقبہ کی رمی کردی تو بھی وہ ظہر کے بعد تکبیرات کہنا شروع کرے کیونکہ اکثر لوگوں کا عمل یہی ہے کہ وہ رمی چاشت کے وقت کرتے ہیں اور تکبیرات ظہرک بعد کہتے ہیں۔

(22)۔عید سے فراغت کے بعد ایک دوسرے کو مبارک باد کہنے میں کوئی حرج نہیں۔اس روز مسلمان بھائی سے ملاقات کرتے وقت یہ کلمات کہنے مناسب ہیں :

"تقبل اللہ منا ومنکم"

"اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا عمل قبول کرے۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :"صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کی ایک جماعت سے مبارکباد کا عمل ثابت ہے۔اسی لیے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی رخصت دی ہے۔"[49]

مبارک باد کا مقصد پیار ومحبت اور خوشی کا اظہار ہے۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :میں مبارک دینے میں پہل نہیں کرتا،البتہ اگر کوئی مبارک دے تو اسے جواب دے دیتا ہوں۔شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے جب کہ مبارک باد کی ابتدا کرنا ایسی سنت نہیں جس کا حکم ہو اور نہ ہی یہ منع ہے۔"[50]

(23)۔مبارک دیتے وقت مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

---

[1]۔سنن النسائی صلاۃ العیدین حدیث 1557 ومسند احمد 3/103۔

[2]۔سنن ابی داود اللباس باب فی لباس الشھرۃ حدیث 4031۔

[3]۔ صحیح البخاری الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث 7277 و صحیح مسلم الجمعۃ باب تخفیف الصلاۃ والخطبۃ حدیث 867 واللفظ لہ۔

[4]۔الاعلیٰ 87/14۔15۔

[5]۔سنن ابی داود باب ماجاء فی خروج النساء الی المسجد حدیث 565۔

[6]۔ صحیح البخاری الحیض باب شھود الحائض العیدین ودعوۃ المسلمین ویعتزلن المصلی حدیث 324 و صحیح مسلم العیدین باب ذکر اباحۃ خروج النساء فی العیدین الی المصلی حدیث 890۔

[7]۔ صحیح البخاری الحیض باب شھود الحائض العیدین، حدیث 324۔

[8]۔ صحیح البخاری العیدین باب الخروج الی المصلی بغیر منبر حدیث 956 و صحیح مسلم العیدین باب صلاۃ العیدین حدیث 889۔

[9]۔سنن ابی داود الصلاۃ باب وقت الخروج الی العید حدیث 1135 وتلخیص الجبیر 2/83۔

[10]۔مسند احمد 5/75 وسنن ابی داود الصلاۃ باب اذلم یخرج الامام للعید من یومہ یخرج من الغد حدیث 1157۔

[11]۔ (الضعیف جدا) کتاب الام للامام الشافعی العیدین باب وقت الغدو الی العیدین حدیث 457 وارواء الغلیل حدیث 633۔

[12]۔ مسند احمد 5/352۔

[13]۔ (الکوثر 2/108)

[14]۔ الاعلیٰ 87/14۔15۔

[15]۔ مجموع الفتاویٰ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ بتصرف 24/222۔

[16]۔ (ضعیف) صحیح ابن خزیمۃ جماع ابواب الطیب والتسوک واللبس للجمعۃ باب استحباب لبس الجبۃ فی الجمعۃ حدیث 1766 وسلسلۃ الاحادیث الضعیفہ حدیث 2455۔

[17]۔ صحیح البخاری العیدین باب الخطبۃ بعد العید حدیث 962 و صحیح مسلم کتاب وباب صلاۃ العیدین حدیث 884۔

[18]۔ جامع الترمذی العیدین باب ماجاء فی صلاۃ العیدین قبل الخطبۃ تحت حدیث 531۔

[19]۔ صحیح البخاری العیدین باب الصلاۃ قبل العید وبعدھا حدیث 989 و صحیح مسلم صلاۃ العیدین باب ترک الصلاۃ قبل العید وبعدھا فی المصلی حدیث 884۔

[20]۔ مسند احمد: 1/37۔

[21]۔ مسند احمد 1/91 عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[22]۔ صحیح مسلم کتاب وباب صلاۃ العیدین حدیث 885۔887۔

[23]۔ مسند احمد 2/180۔

[24]۔ ارواء الغلیل 3/114۔ حدیث 642۔

[25]۔ (ضعیف) السنن الکبریٰ للبیھقی صلاۃ العیدین باب یاتی بدعاء الافتتاح عقیب تکبیرۃ الافتتاح 3/291۔

[26]۔ زادالمعاد 1/443۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی بات ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے۔ (صارم)۔

[27]۔ (ضعیف) سنن الدارقطنی کتاب الاستسقاء 2/66 حدیث 1785 وارواء الغلیل حدیث 643۔

[28]۔ سنن ابن ماجہ اقامۃ الصلوات باب ماجاء فی القراءۃ فی صلاۃ العیدین حدیث 1283 ومسند احمد 5/14۔

[29]۔ صحیح مسلم صلاۃ العیدین باب مایقراء فی صلاۃ العیدین حدیث 891 وسنن ابی داود الصلاۃ باب مایقراء فی الاضحیٰ والفطر حدیث 1154۔

[30]۔ مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ 24/219۔

[31]۔ (ضعیف) کتاب الام صلاۃ العیدین الفصل بین الخطبتین حدیث 495 والسنن الکبریٰ للبیھقی باب جلوس الامام حین یطلع علی المنبر 3/299 دیکھئے (نصب

الرایۃ:(2/221)۔

[32]۔ (منکر) سنن ابن ماجہ اقامۃ الصلوات باب ماجاء فی الخطبۃ فی العیدین حدیث 1289 صحیح یہی ہے کہ نماز عید میں ایک خطبہ ثابت ہے، دو خطبے ثابت نہیں۔ دیکھئے فتاوی الدین الخالص 301/6۔ (ع۔و)

[33]۔ صحیح البخاری العیدین باب المشئی والرکوب الی العید والصلاۃ قبل الخطبۃ وبغیر اذان ولااقامۃ حدیث 958 وصحیح مسلم کتاب وباب صلاۃ العیدین حدیث 885 واللفظ لہ۔

[34]۔ صحیح البخاری العیدین باب الصلاۃ قبل العید وبعدھا حدیث 989 وصحیح مسلم صلاۃ العیدین باب ترک الصلاۃ قبل العید وبعدھا فی المصلی حدیث 884۔

[35]۔ المغنی والشرح الکبیر 2/242۔

[36]۔ مسند احمد 3/28۔40۔ وسنن ابن ماجہ اقامۃ الصلوات باب ماجاء فی الصلاۃ قبل صلاۃ العید وبعدھا حدیث 1293۔

[37]۔ صحیح البخاری الاذان باب قول الرجل فاتتنا الصلاۃ حدیث 635۔

[38]۔ البقرۃ:2/185۔

[39]۔ سنن الدارقطنی العیدین 2/44۔ حدیث 1700۔

[40]۔ صحیح البخاری العیدین باب التکبیر ایام منی واذاغدا الی عرفۃ حدیث 971 وصحیح مسلم صلاۃ العیدین باب ذکر اباحۃ خروج النساء فی العیدین الی المصلی۔ حدیث 890۔

[41]۔ البقرۃ:2/185۔

[42]۔ (ضعیف) سنن الدارقطنی العیدین 2/49 حدیث 1721۔

[43]۔ (ضعیف) سنن الدارقطنی العیدین 2/48 حدیث 1719۔

[44]۔ (ضعیف) سنن الدارقطنی العیدین 2/49 حدیث 1721۔

[45]۔ البقرۃ:2/203۔

[46]۔ مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ 24/220۔

[47]۔ جامع الترمذی الصوم باب ماجاء فی کراھیۃ صوم ایام التشریق حدیث 773 وسنن ابی داود الصیام باب صیام ایام التشریق حدیث 2419 وسنن النسائی المناسک باب النھی عن صوم یوم عرفۃ حدیث 3007۔

[48]۔ سنن ابی داود الضحایا باب حبس لحوم الاضاحی حدیث 2813۔

[49]۔ مجموع الفتاویٰ لشیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ 24/253۔

[50]۔ مجموع الفتاویٰ24/253۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

نماز کے احکام ومسائل : جلد01 : صفحہ 227